

35914- مصیپتوں میں بنتلا کرنے کی حکمت

سوال

میں بہت زیادہ سنتا ہوں کہ لوگوں پر مصیبتوں نازل ہونے کی بھی حکمتیں ہوتی ہیں، تو یہ کون کون سی حکمتیں ہو سکتی ہیں؟

پسندیدہ جواب

جی ہاں مصیپتوں میں بنتلا کرنے کی کمی حکمتیں ہوتی ہیں، جن میں سے کچھ یہ ہیں :

1- اللہ رب العالمین کے لیے کامل سر تسلیم خم کر کے بندگی کا اظہار۔

کیونکہ بہت سے لوگ خواہش پرست ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی بندگی نہیں کرتے، اگرچہ دعویٰ یہی کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے ہیں، لیکن جیسے ہی انہیں مصیبت میں بٹلا کیا جاتا ہے تو وہ فوری طور پر منہ موڑ کر دنیا و آخرت دونوں میں نسارہ اٹھاتے ہیں، اور یہی واضح خسارہ ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

• (وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ فَإِنَّ أَصَايَهُ خَيْرُ الْمُطْمَئِنِينَ) • (وَإِنَّ أَصَايَهُ خَيْرُ الْمُتَّقِينَ) • (فَلَمَّا نَقْبَلَ عَلَى وَجْهِهِ خَيْرُ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ ذَكَرَ هُنَوْا خَيْرُ الْأَنْسَابِ).

ترجمہ: اور کچھ لوگ ایسے میں جو اللہ تعالیٰ کی بندگی دل جمعی کے ساتھ نہیں کرتے، اگر انہیں کوئی فائدہ ہنچ جائے تو عبادت پر مطمئن ہو جاتے ہیں، اور اگر کوئی آزمائش آجائے تو والٹے پاؤں لوٹ جاتے ہیں، وہ دنیا میں بھی نامراود ہوئے اور آخرت میں بھی، اور یہی واضح نامراودی ہے۔ [انگ 11:11]

2- آزمائشیں اہل ایمان کو درحقیقی کا انتظام و انصرام سنبھالنے کے ترتیب دینے کے لیے آتی ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ سے استفسار کیا گیا: ڈوٹ جانا، آزارش میں پڑنا اور اقدار حاصل کرنے کی کوشش میں سے کون سی چیز زیادہ افضل ہے؟ تو امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: اقتدار مل جانا انبیاء نے کرام کا درجہ ہے، اور اقتدار ہمیشہ آزارش کے بعد ہی ملتا ہے، چنانچہ جب آزارش آتی ہے تو صبر بھی کرنا پڑتا ہے، لہذا جب انسان صبر کرے گا تو اقتدار بھی مل جائے گا۔

- گنہوں کا کفارہ 3

امام ترمذی : (2399) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : (مومن مرد اور مومن عورت پر جسمانی، اہل خانہ اور دولت سے متعلق مسلسل آزمائش آتی رہتی ہیں، یہاں تک کہ جب وہ اللہ سے سلطنت ہیں تو ان پر کوئی بھی گناہ باقی نہیں ہوتا) اس حدیث کو ترمذی : (2399) نے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے سلسلہ صحیح : (2280) میں صحیح قرار دیا ہے۔

اسی طرح سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جس وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے خیر کا ارادہ فرمائے تو اسے دنیا میں ہی سزا دے دیتا ہے، اور جس وقت اللہ تعالیٰ کسی بندے سے برافی کا ارادہ فرمائے تو اس کے گناہوں پر سزا نہیں دیتا، یہاں تک کہ جب قیامت قائم ہوگی تو اسے پوری سزا دے گا)۔ اس حدیث کو ترمذی: (2396) نے روایت کیا ہے اور ابیانی نے اسے سلسلہ صحیح: (1220) میں صحیح قرار دیا ہے۔

#### 4- اجر و ثواب اور بلندی درجات :

صحیح مسلم : (2572) میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : (مُوْمَنٌ كُوْنَى كَانَتِي يَا إِسْلَامَ سَبَبَ بِهِيَ بِهِيَ كَوْنَى تَكْلِيفٍ پَسْجُوْ تَوَالِلَهُ تَعَالَى إِسْ لَكَ أَيْكَ دَرْجَةٌ بَنَدَ فَرْمَادَتِي هِيَ إِسْ تَكْلِيفَ كَيْ بَدْوَلَتَ إِسْ كَأَيْكَ گَنَاهَ مَعَافَ كَرْدَيَتِي هِيَ) فرمادیتے ہیں یا اس تکلیف کی بدولت اس کا ایک گناہ معاف کردیتے ہیں )

5- مصیبتیں اپنی کوتاہیوں پر غور و فکر کرنے کی یاد وہانی کرواتی ہیں کہ انسان ماضی میں کی ہوئی غلطیوں کے بارے میں سوچتا ہے؛ اس لیے کہ اگر یہ مصیبتیں سزا ہیں تو اس سزا کا موجب بننے والا جرم کب سرزد ہوا؟

6- مصیبتیں، عقیدہ توحید، ایمان اور توکل کا درس دیتی ہیں

کیونکہ مصیبتیں عملی طور پر آپ کو اپنی اصلاحیت دکھاتی ہیں اور یہ بتلاتی ہیں کہ تم کمزور ہو، تم اپنے پروردگار کے بغیر نہ تو کسی تکلیف کو دور کرنے کی بہت رکھتے ہو اور نہ ہی اپنا فائدہ کرنے کی صلاحیت؛ اس لیے تم اپنے پروردگار پر ہی توکل کرو، اسی کی بارگاہ میں کماحتہ گزگڑاؤ، جب انسان میں یہ چیز پیدا ہو جائے تو انسان کی میں مر جاتی ہے، انسان میں تخبر اور گھنڈ نامی کوئی چیز باقی نہیں رہتی، انسان خود پسندی، غرور اور غلظت کے خول سے باہر آ جاتا ہے، آپ اپنے آپ کو نا تو ان انسان سمجھتے ہیں کہ جو صرف اپنے پروردگار کے سامنے ہی لکھنے لیکے ہوئے ہے، انسان اپنے آپ کو ایسا لالچا را اور ناچار سمجھتا ہے جو کہ انتہائی مضبوط اور غالب ذات سے مدد کا متمنی ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ اسی کے بارے میں کہتے ہیں :

"اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے بندوں کا علاج مختلف قسم کی مصیتوں اور تکلیفوں کی صورت میں ادویات سے نہ کرے تو انسان سرکش بن جائے، بغاوت کرنے لگے اور نافرمانی پر اتر آئے۔ اسی لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ انسان کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمائے تو اسے اس کی تشخیص کے مطابق آذائن شوں اور تکلیفوں کی دو اپاکراں کی رو حافی مملک بیماریاں نکال باہر فرماتا ہے، توجہ انسان ان بیماریوں سے پاک صاف ہو جائے، کسی قسم کی بیماری باقی نہ رہے تو اسے دنیا کے عظیم ترین مقام مقام عبادیت کے اہل قرار دے دیتا ہے، اور آخرت میں بندے کا اجر و ثواب بھی بڑھادیتا ہے جو کہ دیا باری تعالیٰ کی صورت میں ہو گا۔ " ختم شد

"زاد المعاو" (195/4)

7- مصیبتیں انسان کی روح سے خود پسندی نکال کر اسے اللہ کے قریب بنادیتی ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اللہ تعالیٰ کافرمان ہے کہ : **(وَلَمْ يَخْنُنْ إِذَا جَعَلَهُمْ كَفُورًا مُّخْجِلَّاً)** ترجمہ : حین کا دن یاد کرو جب تمہاری کثیر تعداد نے تمیں خود پسندی میں بتلا کر دیا تھا۔ [التوبہ : 25] اس آیت کی تفسیر میں یونس بن بکیر نے "زيادات المغازي" میں روایت کیا ہے کہ ربع بن انس کہتے ہیں کہ غزوہ حنین کے دن ایک شخص نے کہہ دیا تھا : آج ہم اپنی تعداد کم ہونے کی وجہ سے مغلوب نہیں ہو سکتے۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گراں گزری اور مسلمانوں کو [غارضی] شکست کا سامنا کرنا پڑا۔"

اسی طرح ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ :

"اللہ تعالیٰ کی کامل حکمت کی منشائی کہ آغاز میں مسلمان اسلحہ اور فوجیوں کی بہت بڑی تعداد کے باوجود شکست اور ہزیمت سے دوچار ہوں؛ تاکہ فتح مکہ کی وجہ سے جن کی گردنوں میں تباہ آگی ہے وہ اس طرح جھک جائیں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوتے ہوئے اپنی گردن جھکائے ہوئے تھے، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن بارگاہ الہی میں عائزی کے ساتھ اتنی بھلی ہوئی تھی کہ آپ کی ٹھوڑی بھی زین کوچھو نے لگی تھی، لیکن اس غزوے کے موقع پر گردنوں کو اکڑا نے والوں کی یہ کیفیت ہرگز نہیں تھی" ختم شد

زاد المعاو (3/477)

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(وَيَعْصِي اللَّهُ الَّذِينَ آتُواهُمْ مِنْ حِلْمٍ أَنَّكَفَرُوا).

ترجمہ: تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کی کائنٹ چھانٹ کر دے اور کافروں کو میامیٹ کر دے۔ [آل عمران: 141]

اسی آیت کی تفسیر میں علامہ قاسمی رحمہ اللہ کستہ ہیں:

"یعنی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو گناہوں سے پاک صاف کر دے، روحاں یہماریاں ختم کر دے، اسی طرح انہیں منافقوں سے ممتاز اور بجد کر دے۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے ان مصیبتوں اور آزارشوں کی ایک اور حکمت بھی ذکر فرمائی کہ (وَيَعْصِي اللَّهُ الَّذِينَ آتُواهُمْ مِنْ حِلْمٍ أَنَّكَفَرُوا). یعنی کافروں کو تباہ و بر باد فرمادے؛ کیونکہ جب بھی کافروں کو موقع ملتا ہے تو بغاوت اور فساد پر مل پڑتے ہیں، اور یہی بغاوت ان کی تباہی اور بر بادی کا باعث بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو ہلاک اور تباہ و بر باد کرنے کا ارادہ فرمائے تو ان کے لیے ایسے اسباب میا فرمادیتا ہے جن کے نتیجے میں وہ تباہ و بر باد ہو جاتے ہیں، چنانچہ کفر کے بعد ان میں سب سے بڑا سبب اللہ کے ماننے والوں کو انتہا رہے کی تکلیفیں دینا، ان کے خلاف اعلان جنگ، انہیں مٹانے کے لیے مسلح تنگ و دو اور ان پر اپنا تسلط قائم کرنا ہے۔۔۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اعلان جنگ اور کفر پر ڈالے رہنے والے سب افراد کو احمد کے دن مٹا کر رکھ دیا۔ "ختم شد

"القاصی" (4/239)

8- مصائب میں لوگوں کی حقیقت عیاں ہوتی ہے۔

کیونکہ ایسے لوگ موجود ہیں جن کی خوبیاں یا خامیاں کڑے حالات میں ہی واضح ہوتی ہے، جیسے کہ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کستہ ہیں:

"جب تک لوگ خوشحالی میں ہوتے ہیں ان کی خامیوں پر پردہ پڑا رہتا ہے، لیکن جیسے ہی ان پر کوئی امتحان آتا ہے تو پھر ان کی حقیقت عیاں ہوتی ہے؛ چنانچہ ایمان والوں کا ایمان ظاہر ہوتا ہے اور منافقوں کی منافقت عیاں ہو جاتی ہے۔"

اسی طرح امام یہسی رحمہ اللہ "ولائل النبوة" میں ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ:

"واقعہ معراج کے بعد بست سے لوگوں کے لیے امتحان کا وقت آیا، تو لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر معراج سے متعلق دعوے کا ذکر کیا، تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس دعوے میں بھی بچے ہیں! لوگوں نے کہا: کیا تم اس بات کی بھی گواہی دیتے ہو کہ وہ ایک رات میں شام سے واپس مکہ بھی آ گئے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو آپ کی اس سے بھی دور کی گواہی دیتا ہوں! میں تو آپ کے آسانوں کی خبریں دینے کی بھی تصدیق کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے انہیں صدیق کے لقب سے نوازا گیا۔"

9- کڑے امتحانات افراد میار کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے بچپن سے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سخت حالات سے بھر پور زندگی منتخب فرمائی؛ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستقبل کی بڑی ذمہ داریوں کے لیے تربیت ہو سکے؛ کیونکہ بڑی ذمہ داریاں وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں جو کڑے حالات سے نہنا جانتے ہوں، جن کی راہ میں رکاوٹیں آئیں اور ان کے سامنے سینہ سپر ہو جائیں، کڑے حالات آئیں اور گزر جائیں لیکن وہ اپنے منج پر ڈالے رہیں۔

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو قیم تھے، پھر کچھ بھی عرصے کے بعد آپ کی والدہ بھی فوت ہو گئیں، اللہ تعالیٰ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کیفیت کا منزکرہ کرتے ہوئے فرمایا: **{أَلَمْ تَرَكْ قَيْمَا فَوَيْ}.** ترجمہ: کیا اس نے آپ کو قیم نہیں پایا؟ اور پھر آپ کو ٹھکانہ عطا کیا۔ [النھی: 6]

تو ایسے محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بچپن سے جی ایسی تربیت فرمائی کہ آپ بڑی بڑی ذمہ داریاں انجھا سکیں اور مشکلات کا سامنا کر سکیں۔

10- انسان کڑے حالات میں مفاد پرست اور بے لوث دوستوں میں تفریق کے قابل ہو جاتا ہے۔

جیسے کہ کسی شاعر کا کہنا ہے کہ :

جزی اللہ الشائد کل خیر و ان کانت تخصصی بر لیقی

وما شکری لما لا لانی عرفت بما عدوی من صدقی

اگرچہ کڑے حالات میرے لگے کی ہڈی بن گئے تھے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ انہیں ڈھیر وں جزا دے، اس لیے کہ میں انہی کی بدولت دوست اور دشمن میں فرق کر پایا ہوں

11- آزمائشیں اور مصیبیں انسان کو اپنے گناہ یاد کرواتی ہیں تاکہ انسان ان سے توبہ تائب ہو جائے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے :

**{وَمَا أَصَاكُتْ مِنْ سَيِّئَاتِهِ فَمِنْ نَفِيكُتْ}.**

ترجمہ: اور جو بھی تجھے تکلیف پہنچے تو وہ تیری ہی طرف سے ہے۔ [النساء: 79]

ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے کہ :

**{وَمَا أَصَا بَعْضُمْ مِنْ مصیبیہِ فِتْنَۃِ کَسْبَتِ أَيْدِیْنَمْ وَيَعْذُّونَ عَنْ كَثِيرٍ}.**

ترجمہ: اور تمہیں جو بھی مصیبیت پہنچے تو وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے، اور وہ بہت سی باتوں کو معاف کر دیتا ہے۔ [الشوری: 30]

اس لیے دنیا میں آنے والی مصیبیت اور آزمائش روزی قامت سے قبل بڑے عذاب سے پہلے توبہ کی یاد دہانی کرواتی ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

**{وَنَذِرْنَ لِغَمْمَمِ مِنَ النَّذَابِ الْأَدَمِيِّ ذُونَ النَّذَابِ الْأَكْبَرِ لَعْنَمْ يَرْجُونَ}.**

ترجمہ: اور ہم انہیں بڑے عذاب سے قریبی عذاب ضرور چھانیں گے تاکہ وہ اللہ کی طرف رجوع کریں۔ [السجدة: 21] اس آیت میں قریبی عذاب سے مراد انسان کو پہنچنے والی دنیاوی آزمائشیں، مصیبیں اور تکلیفیں ہیں۔

جس وقت انسان کی زندگی عیش و عشرت سے بھر پور ہو تو انسان غور، متکبر اور گھمینہ کرنے لگتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اسے اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی مدد کی بھی ضرورت نہیں ہے، تو یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو اپنی طرف موڑنے کے لیے آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔

12- مصیبیں انسان کے لیے دنیا کی حقیقت اور دھوکا عیاں کرتی ہیں۔

تکلیفیں انسان کے لیے و واضح کرتی ہیں کہ کامل اور ہر قسم کی تکلیف سے آزاد زندگی تو اس دنیاوی زندگی کے بعد ہیں، اس زندگی میں کوئی بیماری یا تھکاؤٹ تک بھی نہیں ہے، فرمان پاری تعالیٰ ہے:

• (وَإِنَّ الدَّارَ الْمُتَحَرَّةَ لَهُ أَنْجِوَانٌ لَوْكَانُوا يَعْلَمُونَ). •

ترجمہ: اور یقیناً آخرت کا گھم ہی حقیقتی زندگی والا ہے، کا شر کہ وہ جانتے ہوتے۔ [لٹنکوٹ: 64]

جہکے یہ دنیاوی زندگی تو تکالیف، پریشا نیوں اور مصیبتوں سے گھری ہوئی ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے : **(لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَيْدِهِ)** ترجمہ : یقیناً ہم نے انسان کو سختی جھیلیتے رہنے والا پیدا کیا ہے۔ [المدیہ: 4]

13- تکلف کے وقت انسان کو صحت و عافیت جیسی اللہ تعالیٰ کی نعمت خوب ماد آتی ہے۔

مصیبیں انسان کو صحت و عافیت کی نعمت کی قدر بڑے ہی آسان اور بلطف ترین انداز سے سکھا دیتی ہیں، جن نعمتوں کی ناقدری کرتے ہوئے سالہ سال انسان انہیں استعمال کرتا ہے ان کی حقیقت انسان کو معلوم ہو جاتی ہے۔

تکلیفیں انسان کو نعمت دینے والی ذات اور نعمتوں کی یاد دہانی کرواتی ہیں، اس یاد دہانی کی بدولت انسان اللہ تعالیٰ کا شکردا کرتا ہے اور اس طرح یہ تکالیف بھی انسان کے لیے نیز کا باعث بن جاتی ہیں۔

-14- جنت کا شوق یہدا ہوتا ہے۔

مصبیتوں اور آزادائشوں کی مندرجہ بالا کچھ حکمتیں اور فوائد ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی حکمت تو ان سے بہت عظیم اور بالاتر ہے۔

وَاللَّهُ أَعْلَمُ